REGD. No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ٹیلی فون نمبر ۲۹۷۹

قیمت ۱/۰

ہفتہ ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴ | ۳۰ تبوک ۱۳۲۹ ہش * ۳۰ ستمبر ۱۹۵۰ء | نمبر ۲۲۴

اخبار احمدیہ

رتن باغ لاہور - ۲۹ ستمبر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کھانسی کی شکایت ابھی ہے خطبہ جمعہ کے بعد کھانسی کی تکلیف زیادہ ہو گئی ہے عام طبیعت اچھی ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں فرماتے رہیں — رتن باغ لاہور - ۲۹ ستمبر حضرت ام المومنین ادام اللہ اقبالہا کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ — رتن باغ لاہور - ۲۹ ستمبر۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کو شام کے چار بجے سے ضعف شروع ہو جاتا ہے آج دن بھر کمزوری بھی زیادہ رہی۔ احباب موصوف کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

"پاکستان میں مجلس اقوام کے متعلق سخت ناراضگی پھیلی ہوئی ہے" - کرسچین سائنس مانیٹر

نیویارک - ۲۹ ستمبر۔ امریکی جریدہ "کرسچین سائنس مانیٹر" نے لکھا ہے کہ پاکستان میں یو۔ این۔ او کے خلاف عام ناراضی کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ پاکستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں ابھی تک کمیونزم کے لئے مقام پیدا نہیں ہو سکا۔ اور حکومت کی پالیسی سخت اینٹی کمیونزم ہے۔ پاکستان کے کوریا کو فوجیں نہ بھیجنے کی وجہ صرف ہندوستان سے چپقلش ہی نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ اقوام متحدہ کے پریس کا رویہ پاکستان کے حق میں اچھا نہیں رہا جس سے وہاں اس عالمی ادارے کے خلاف ناراضی کی لہر دوڑ رہی ہوئی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ مجلس اقوام نے ہندوستان کی اقلیتوں کے مسئلے کو نظر انداز کر کے کوریا کی جانب زیادہ توجہ دی ہے اور یوں نہ صرف کشمیر کو پس پشت ڈال دیا ہے بلکہ حیدر آباد کو بھی نظر انداز کر دیا۔ جہاں ایک مسلمان بادشاہ کو بالجبر حکومت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے پاکستان مسلم اکثریت کا ملک ہے جس کی حکومت اسلامی جمہوریت کی بنیادوں پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مادیت کی تحریک کمیونزم سے موافقت نہیں کر سکتی۔ پاکستان میں اس وقت اسی وجہ سے بائیں بازو کی تمام تحریکیں معدوم ہیں اور کمیونسٹوں کی کوئی منظم تحریک وہاں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جریدہ مذکور نے پاکستانیوں کو ایک "خود ساز قوم" کے نام سے موسوم کرتے ہوئے ان ترقیوں کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے گذشتہ تین سال میں کی ہیں۔ (دستار)

شامی حکومت اور فوج میں تنازعہ

دمشق - ۲۹ ستمبر۔ شامی حکومت اور فوج کے مابین پھر سرکشی شروع ہو گئی فوج نے کسی مبینہ سازش کے معلوم ہونے پر اپنی طرف سے اس بغاوت کو مٹانے کیلئے جو قدم اٹھایا تھا حکومت نے اس پر ناراضی کا اظہار کیا ہے

جنوبی کوریا کی فوجوں نے شمالی اور جنوبی کوریا کی سرحد پر پہنچ کر کمیونسٹوں پر گولہ باری شروع کر دی

کوریا کا محاذ جنگ - ۲۹ ستمبر۔ آج مشرقی ساحل پر جنوبی کوریا کی فوجیں شمال کی طرف پچاس میل پیش قدمی کر کے شمالی اور جنوبی کوریا کی سرحد پر پہنچ کر سرحد پار کمیونسٹ فوجوں پر گولہ باری شروع کر دی۔ ان فوجوں نے کل جنوب مشرقی محاذ سے شان چک کے مقام سے پیش قدمی شروع کی تھی۔ جنوبی کوریا کی دوسری فوجوں نے مشرقی ساحل سے ۶۵ میل اندرون کی طرف پیش قدمی کی۔ مشرقی ساحل پر امریکہ کے موٹر سوار ڈویژن کی مزاحمت اب بہت کم ہو گئی ہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں کمیونسٹ فوجی قیدی بنائے جا رہے ہیں۔ اس امریکی فوج نے آج سے پانچ دن پہلے انچون کے دریائی مورچے سے بڑھنا شروع کیا تھا۔ اب اس فوج کو حکم ملا ہے کہ پیش قدمی کو روک کر اپنی پوزیشن کو مجتمع کریں۔ امریکہ کے دوسرے اور چھبیسویں ڈویژن نے مواصلات کے اہم مرکز چانگجو پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب صرف سیئول کے علاقے میں تھوڑی بہت مزاحمت ہو رہی ہے۔ آج جنرل میکارتھر نے سیئول کے شہر کو باقاعدہ طور پر اقوام متحدہ کی طرف سے جنوبی کوریا والوں کے سپرد کر دیا ابھی تک اقوام متحدہ کی طرف سے اس بارے میں کوئی حکم نہیں پہنچا کہ اقوام متحدہ کی فوجیں شمالی کوریا کے علاقے کے اندر داخل ہو جائیں۔

مختصرات

لنڈن - ۲۹ ستمبر۔ آج یہاں دولت مشترکہ کے ملکوں کی کانفرنس نے جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا کے پسماندہ ملکوں کی اقتصادی امداد سے متعلقہ ماہرین کی رپورٹ منظور کر لی۔

کراچی - ۲۹ ستمبر۔ ہندوستان واپس جا کر بسنے والے پندرہ سو مہاجرین کا ایک قافلہ کل کراچی سے یو پی کے لئے روانہ ہو گا۔

نتھیا گلی - ۲۹ ستمبر۔ آج سرحد اسمبلی نے لالہ کوڑو رام کی یہ قرارداد منظور کر لی کہ سرحد کی عدالتوں کی زبان اردو کی جائے۔

انقرہ - ۲۹ ستمبر۔ ترکی اور فلپائن میں ایک سفارتی معاہدہ ہو گیا ہے۔ کل دونوں نے اس معاہدے کی توثیق کر دی۔

پشاور - ۲۹ ستمبر۔ حکومت سرحد نے پنجاب کے سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کے لئے ایک ہزار من گڑ مالیتی ۲۰ ہزار روپیہ پیش کیا ہے اس کے علاوہ دو سفری ڈسپنسریاں بھی پیش کی ہیں۔

جامع مسجد لاہور کیلئے ۵ ہزار کا وعدہ

لاہور - ۲۹ ستمبر۔ آج سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ علالت طبع کے باوجود نماز جمعہ کیلئے مسجد احمدیہ لاہور میں تشریف لائے اور خطبہ فرمایا جس میں جماعت لاہور کو نصیحت فرمائی۔ کہ جامع مسجد وسیع جگہ پر بنائی جائے۔ خطبہ مسنونہ کے بعد حضور نے اعلان فرمایا کہ میاں سراج دین سائیکل ڈیلر نیلہ گنبد لاہور جامع مسجد کے لئے ۵ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خواہ اسی وقت رقم لے لی جائے۔

سرحد میں قومی تعمیر کے کام

نتھیا گلی - ۲۹ ستمبر۔ آج سرحد اسمبلی خان عبد القیوم خان نے حکومت کے قومی تعمیر کے کاموں کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اب ہر ضلع میں ایک ایک سفری ہسپتال موجود ہے وادی کاغان کیلئے بھی ایک ہسپتال منظور کیا گیا ہے۔ سو سے زاید دیہات میں بجلی پہنچ چکی ہے۔ بارانی اور بنجر زمینوں کیلئے مختلف زرعی سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے

پاکستان کو ڈکسن کی مساعی سے فائدہ پہنچیگا۔ مسئلہ کشمیر پر برطانی جریدہ "لنڈن ٹائمز" کا تبصرہ

لنڈن (ریڈیو سے) ۲۹ ستمبر۔ "پھر کشمیر" کے زیر عنوان "لنڈن ٹائمز" نے سر اوون ڈکسن کی اس سفارش پر تبصرہ کیا ہے کہ تیسری پارٹی کی مساعی جمیلہ سے اس مسئلے کے سلجھنے کی کوئی امید نہیں۔ اس لئے ہندوستان اور پاکستان خود آپس میں ایک سمجھوتہ کر لیں۔ "ٹائمز" لکھتا ہے دراصل ہندوستان اور پاکستان اس کوشش میں برابر اکٹھا کرتے رہے کہ سلامتی کونسل اور جنرل اسمبلی سے اپنے اپنے موقف کے حق میں تائید حاصل کر سکیں گے۔ اگرچہ ہندوستان بالخصوص اس بات پر شدید معرکے کا متوقع تھا۔ کہ مسٹر نہرو نے ایک حقیقی طور پر غیر جانبدارانہ رائے شماری کے لئے شرائط کے بارے میں سر اوون ڈکسن کی تجاویز قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ خواہ وہ مقامی ہوں یا عمومی۔ لیکن اسے یہ امید تھی کہ مجلس اقوام ان امور کی تائید کرے گی۔ کہ پاکستان نے کشمیر میں جارحانہ اقدام کیا۔ پاکستانی فوجوں کو کشمیر سے نکل جانا چاہیئے — آزاد کشمیر کے سپاہیوں۔ کو غیر مسلح کیا جائے۔ اور جب مجلس اقوام کے نمائندے رائے شماری کرائیں۔ تو شیخ عبد اللہ کی حکومت کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

"لنڈن ٹائمز" نے آگے چل کر لکھا کہ پاکستان متوقع تھا۔ کہ ڈکسن کی رپورٹ اس کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کے لئے نیا مواد مہیا کرے گی۔ جنہوں نے اپنے ملک کا کیس اس قابلیت سے پیش کیا۔ کہ آج جب سلامتی کونسل ہندوستان کے دعاوی کو تھوڑے سے شبہ کے ساتھ پیش نظر رکھتی ہے۔ تو اس میں ان کی موقف پیش کرنے کی صلاحیت سب سے بڑا عنصر ہے۔ پاکستان کی رائے میں سر اوون ڈکسن کو ایک منصفانہ رائے شماری کرانے کے لئے خود اپنی تجاویز پیش کر دینی چاہئیں تھیں تاکہ اس کے بعد دنیا دیکھ لیتی کہ ہندوستان اور پاکستان میں سے کون اسے پورے دل کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔ لیکن عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ سر اوون ڈکسن کی کوششوں کی روداد سے پاکستان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کیونکہ منصفانہ رائے شماری کی شرائط کی طرف سے مسٹر نہرو کا طرز عمل کئی لوگوں کے نزدیک ٹھیک نہیں ہو گا۔

"لنڈن ٹائمز" کا بیان ہے کہ سلامتی کونسل کے سامنے اس رپورٹ کی وجہ سے ایک عجیب الجھن پیدا ہو گئی ہے جو جھگڑا اب بھی جنوبی ایشیا کے امن کے لئے خطرے کا باعث ہے۔ کونسل اس سے کنارہ کش نہیں ہو سکتی۔ اگر کونسل اس وقت اس مسئلے سے الگ ہو جائے (حالانکہ اس سے کئی امیدیں وابستہ تھیں) تو پاکستان — بالخصوص شمال مغربی سرحد پر — عام احساسات بہت مشتعل ہو سکتے ہیں۔ آخر میں یہ اخبار مشورہ دیتا ہے کہ کونسل فریقین سے سفارش کرے۔ کہ وہ بغیر کسی بیرونی ثالثی ادارے سے مدد لئے آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں۔ اور ساتھ ہی ہدایت کر دی جائے کہ وہ ایک مقررہ تاریخ تک کونسل کو اس کے نتائج کی رپورٹ پیش کریں

لاہور - ۲۹ ستمبر۔ چاول چھڑنے کی رجسٹرڈ ملوں کی الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں دینے کی آخری تاریخ بڑھا کر پندرہ (۱۵) اکتوبر کر دی گئی ہے۔ (سرکاری اطلاع)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دفتر دوم کا وعدہ آخری میعاد سے قبل ادا کرنیوالے

مخلصین کی چوتھی فہرست

ذیل میں ان مخلصین کی فہرست کا بقایا حصہ شائع کیا جارہا ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سال ششم کا وعدہ پورا کر چکے ہیں اور اب ساتویں سال کی تحریک پر لبیک کہنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں یہ دوست اللہ تعالےٰ کے حضور اپنی ذمہ واری کو ادا کر چکے ہیں۔ اب دوستوں کی باری ہے جو اس وقت تک کسی وجہ سے اپنے وعدے پورے نہیں کر سکے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:-

"تمہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصہ لینے والے ہو۔ اور اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصہ لینے والوں میں نہ آسکے تو کوشش کرو کہ درمیانی درجہ تمہیں میسر آجائے اگر تم درمیان میں بھی شامل نہیں ہو سکے تو اس کے بعد جس قدر جلد نیکی میں حصہ لے سکو لے لو۔ اور کم سے کم تم یہ کوشش کرو کہ تم آخری آدمی مت بنو"

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

امید ہے کہ وہ دوست جو اس وقت تک کسی وجہ سے وعدہ ادا نہیں کر سکے وہ اپنے وعدے جلد سے جلد ادا فرمانے کی پوری کوشش فرمائیں گے۔ وعدوں کی ادائیگی کی آخری تاریخ ۳۰ر نومبر بالکل قریب آچکی ہے۔ اس سے قبل جس قدر جلد وعدہ ادا کر دیا جائے۔ اسی قدر ثواب کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ

(وکیل المال ثانی تحریک جدید)

قادیان دار الامان

شیخ احمد صاحب حلقہ مسجد مبارک ۵/۵/-
مولوی عبدالواحد صاحب پانوڈش " ۱۰/۱/-
حافظ عبدالرحمٰن صاحب ۵/۸/-
عبدالحی صاحب ٹیلر ماسٹر مسجد اقصیٰ ۵/۴/-
بابا کرم الٰہی صاحب " ۵/۵/-
بشیر احمد صاحب گمٹیالیاں " ۵/۲/-
بشیر احمد صاحب سندھی " ۵/۲/-
مستری روشن دین صاحب " ۵/۸/-
محمد یوسف صاحب " ۵/۲/-

بہار - اڑیسہ

شیخ عبدالغفور صاحب مونگھیر ۶/-/-
۱۷۰۰ سید نعیم احمد صاحب بھاگلپور حال ماؤنٹ آبو راجپوتانہ ۴/-/-
ام انور صاحبہ بھاگلپور ۱۰/-/-
والدہ مرحومہ " " ۷/-/-
ڈاکٹر محمد صاحب کرڈاپلی ۱۰/-/-
نور جہاں بی بی صاحبہ " ۵/۴/-
آفتاب احمد صاحب اردل ۵/-/-
سید شہاب الدین صاحب پٹنہ ۲۵/-/-
شاہ عزیز احمد صاحب " ۱۰/-/-
ابو موسےٰ صاحب زنبورا ۵/۵/-
" طاہر شمسی " ۵/-

دکن

محمد سلیمان فرزند ڈاکٹر محمد ادریس صاحب حیدرآباد دکن ۱۱/-/-
امۃ الباسط بنت " " ۹/-/-
رشید احمد فرزند حمید احمد صاحب " " ۱۱/-/-
مجید احمد صاحب " " ۶/-/-
انور حسین فرزند اکبر حسین صاحب حیدرآباد دکن ۶/-/-
فرزند و دختران محمد امام صاحب غوری " ۲/۸/-
کریم الدین خاں صاحب ۹/-/-
خواجہ عبدالواحد صاحب انصاری " ۳۳/-/-
عائشہ سلطان بیگم سیٹھ محمد یوسف الدین صاحب سکندرآباد دکن ۱۳۶/-
سیدہ عظیمہ بیگم اہلیہ نذیر احمد صاحب " ۳۰/-/-
محمد یٰسین صاحب الہ دین " ۱۴/-/-
مبارکہ بیگم " " ۷/-/-
صدیقہ بیگم بنت علی محمد الہ دین صاحب " ۱۲/-/-
انیسہ بیگم " " ۱۲/-/-
سید جہانگیر علی صاحب فلک نما سکندرآباد ۳۱/-/-
سید عمر صاحب گاچیگوڑہ " ۸/-/-
" جہانگیر احمد " " ۸/-/-
بھگے شاہ صاحب " ۱۳/۱۲/
شیخ عبدالرحیم صاحب " ۴/۴/-
امۃ الرشید بنت سیٹھ شیر علی صاحب " ۵/۸/-
امۃ الحی بنت " " " ۵/۸/-
احمد علی پسر " " ۵/۸/-
امۃ القیوم بنت " " " ۵/۸/-
امیر علی پسر " " " ۵/۴/-
جعفر علی پسر ۵/۴/-
لاڈلی بیگم اہلیہ سید حسین صاحب گاچیگوڑہ سکندرآباد ۵/۵/-
امۃ البشیر بیگم بنت سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر ۱۰/-/-
محبوب بی بی اہلیہ فیض احمد صاحب " ۵/۸/-
الیاس احمد صاحب بن محمد اسمٰعیل صاحب وکیل ۱۰/-/-
نثار احمد صاحب ولد فقیر محمد صاحب گلبرگہ ۵/-
محمد یعقوب صاحب چینہ یادگیر ۵/-/-
شیخ فقیر محمد صاحب گلبرگہ ۱۷/-/-
زہرہ بیگم اہلیہ منشی فقیر محمد صاحب گلبرگہ ۵/-/-
محمد عبدالرحیم صاحب دیودرگ ۶/۲/-
A.M احمد عبداللہ حافظ صاحب ستان کولم ۳۰/-/-
M.O چراغ بی بی صاحبہ " ۲۶/-/-
مولوی اکبر حسین صاحب کرلول علاقہ مدراس ۲۰/-/-
" عبدالکریم صاحب " " ۵/-/-
زیب بی بی اہلیہ اکبر حسین صاحب " ۱۰/-/-
عبدالواسع صاحب " ۵/-/-
سید محمود علی صاحب " ۶/-/-
اہلیہ " " " ۵/-/-
" " ۲ " " " ۵/-/-
" عبدالواسع صاحب " ۵/-/-
غلام محمود عرف رحمت بن اکبر حسین صاحب ۵/-/-
مبارکہ بیگم بنت احمد حسین صاحب " ۵/-/-
ایم احمد صاحب (ڈرگ روڈ) پنگاڑی ۳۰/۵/-
A.P عبدالرحمٰن صاحب احمدیہ روڈ " ۶/-/-
A علی صاحب " ۱۱/-/-
K.P فاطمہ بی بی صاحبہ ۳۰/-/-
B خدیجہ صاحبہ (کراچی) " ۳۰/۶/-
B فاطمہ " (") ۳۰/۵/-

ایران

بابو محمد عبداللہ صاحب انجینئر منجانب نصرت خانم
اہلیہ صاحبہ محمد سلیمان ۵۰/-/-
ہدایت احمد ابن ۳۴/-/-
محمود احمد " ۳۴/-/-
فرحت ناہید بنت ۲۲/-/-
منصور احمد ابن ۱۰/-/-
علی بھائی صاحب حبیب نیروبی افریقہ ۲۰۰/- شلنگ
۱۷۶۸ سید محمد امین شاہ خلیل شامی بو افریقہ ۳۱/-/-
حوالدار کلرک نور احمد صاحب عابد ملتان کینٹ ۵/۴/-
نعمت بی بی اہلیہ " " ۵/۴/-
فضل احمد پسر " " ۱۰/۴/-
نسیم احمد صاحب " " ۵/-/-
مولوی عبدالرحمٰن صاحب پنشنر ڈیرہ غازیخاں ۱۵/-/-
مولوی عبدالرزاق صاحب ڈیرہ غازیخاں ۷/-/-
سید محمد صادق صاحب ہاشمی " ۲۶/-/-
سردار بیگم اہلیہ شیخ مختار نبی صاحب گجرانوالہ ۱۲/-/-

رشتہ ناطہ کے متعلق نظارت امور عامہ کو لکھنا چاہیئے

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رتن باغ لاہور)

چند ماہ ہوئے میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ چند دوستوں کی لڑکیوں کے رشتے میرے علم میں ہیں اور یہ دوست اس معاملہ میں میرا دوستانہ مشورہ اور تعاون چاہتے ہیں۔ اس لئے اگر ہمارے دوسرے دوستوں میں کوئی قابل شادی لڑکے موجود ہوں تو وہ مجھے مطلع فرمائیں تاکہ فریقین کا باہم تعارف کرا کے سہولت پیدا کی جائے۔ میرے اس اعلان پر جو ایک نہایت محدود حلقے کے لئے تھا کئی دوستوں نے اسے عام اعلان خیال کر کے مجھے اپنے عزیزوں کے رشتوں کے متعلق لکھنا شروع کر دیا بلکہ بعض مزید لڑکیوں والوں نے بھی اپنے کوائف بھجوا دیئے۔ حالانکہ میں نے یہ صراحت کر دی کہ میرے علم میں چند لڑکیوں کے رشتے ہیں۔ صرف لڑکوں کا علم چاہا تھا۔ اور وہ بھی اپنے خاص ذاتی دوستوں کے حلقے کے اندر اندر۔ نہ کہ عام۔ بہر حال اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ ابھی تک احمدی لڑکوں کے متعلق جماعت کے ایک حصہ میں کافی پریشانی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین

اب اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رشتہ ناطہ کے انتظام کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے مرکز میں ایک خاص محکمہ نظارت امور عامہ ربوہ کے ماتحت قائم ہے۔ حاجتمند دوستوں کو چاہیئے کہ ان امور میں اس محکمہ کی طرف رجوع کر کے اس کی امداد حاصل کریں۔ مجھے یا کسی اور فرد کو لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس طرح سلسلہ کے نظام میں ناواجب خلط پیدا ہوتا ہے اور سلسلہ کا نظام بہر حال ہر دوسرے خیال پر مقدم ہے۔ والسلام

(خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور)

درخواست دعا

خاکسار اگست کے مہینہ میں اکیس دن بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار رہا ہے۔ ۲۵ر اگست سے بخار تو نہیں ہے۔ مگر آج ۲۰ر ستمبر تک ۲۶ دن ہو گئے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے بہت لاغر ہو گیا ہوں۔ احباب میری جلد کاملہ صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(اقبال احمد خان ایاز واقف زندگی - فیکٹری - کنری سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
۳۰ ستمبر ۱۹۵۰ء

احمدیت کے خلاف بے بنیاد شورش

کل بروز جمعرات میکلوڈ روڈ کے ایک مکان کی بے دخلی کے ضمن میں جو ہنگامہ ہوا ہمیں نفس بے دخلی اور اس کے وجوب اور غیر وجوب کے متعلق کچھ نہیں کہنا ہے یہ معاملہ حکومت، قانون آبادکاری اور اس فریق کا خاص معاملہ ہے۔ جس کو پولیس بے دخل کرنا چاہتی تھی۔ نہ ہم کو صحیح واقعات کا علم ہے۔ اور نہ ہم کوئی جج ہیں کہ اسکے متعلق فیصلہ دیں اور نہ ہمارا خیال ہے جبکہ معاملہ حکومت کے زیر بحث ہے کسی کو رائے زنی کرنے کا حق ہے۔ اسلئے ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہم نے اس وقت جس بات کے متعلق لکھنے کے لئے قلم اٹھایا ہے وہ نہایت ضروری ہے اور ایسی ہے کہ اگر ملک کے خیر خواہوں اور حکومت نے اس طرف اب فوری توجہ نہ دی تو ہمیں ڈر ہے کہ انجام کار یہ ملک کے امن و امان میں سخت رخنہ اندازی کرنے والی اور انتشار پھیلانے والی ثابت ہوگی۔ اور وہ بات یہ ہے کہ میکلوڈ روڈ کی بے دخلی مکان کے معاملہ کو بعض شرارت پسند لوگوں نے دیدہ دانستہ ایک فرقہ وارانہ سوال بنانے کی کوشش کی۔ اور بغیر کسی وجہ کے احمدیت اور اس کے قابل احترام بزرگوں کو سر بازار گالیاں دے دے کر اور غلط بیانیاں کر کے سادہ دل عوام کو احمدیت کے خلاف اشتعال دلایا۔ حالانکہ اس معاملہ سے کسی احمدی افسر یا کسی اور احمدی کا قطعاً کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ احمدیت کے متعلق اس موقعہ پر جو زہر چکانی کی گئی۔ یہ مکان سے بے دخل نہ ہونے والے فریق کے اشارے پر ہوئی ہے۔ یا ان مقررین نے جنہوں نے اپنے اخلاق کا سر بازار مظاہرہ کیا۔ احمدیت کو خود ہی ناحق نشانہ طعن و تشنیع بنایا۔ بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مقررین وہ تھے جو ملک میں فتنہ انگیزی اور انتشار پھیلانے کو ہی اپنا مقصد حیات سمجھتے ہیں۔ کیونکہ سوائے ایسے لوگوں کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک ایسے معاملہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر احمدیت کو نشانہ بنا کر فرقہ وارانہ سوال کو ہوا دے۔ جن کا پیشہ ہی افترا پردازی اور اشتعال انگیزی ہے اور جو پاکستان بننے سے پہلے بھی اس کے خلاف تھے۔ اور پاکستان بننے کے بعد بھی اپنی دائیوں سے کافی شہرت حاصل کر چکے ہوئے ہیں:

ہم تمام امن پسند شہریوں کی طرف سے جناب عبدالستار صاحب نیازی کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت جبکہ یہ شریر گروہ عوام کو احمدیت کے خلاف ناحق مشتعل کر رہا تھا موقعہ پر پہونچکر اس گروہ کی کذب بیانیوں کی تردید کر دی۔ جس پر مجمع صحیح حالات سے واقف ہو کر خود بخود منتشر ہو گیا۔ اور اس طرح اس شرارت پسند گروہ کو اپنی ناپاک سازش میں ناکام و شرمندہ ہونا پڑا۔

یہ بات کہ اس واقعہ کو احمدیت کے خلاف اشتعال انگیزی کا ذریعہ بنایا جائے اس شریر گروہ کی ایک سوچی سمجھی ہوئی سازش تھی۔ روزنامہ "زمیندار" کی ایک خبر سے بھی ثابت ہوتی ہے جو اس میں ۲۹ ستمبر ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں آخری صفحہ پر "الاٹ منٹ یا مرزائیت نوازی" کے زیر عنوان چھٹے کالم کے درمیان شائع کی گئی ہے جس کا آخری فقرہ یہ ہے کہ

"بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مکان ایک مرزائی افسر نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کے نام دانستہ طور پر الاٹ کر رکھا ہے"۔

جناب عبدالستار نیازی جیسی ذمہ دار شخصیت کا موقعہ پر پہونچکر صاف طور پر تردید کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس ہنگامہ میں احمدیت کے متعلق زہر چکانی کس درجہ پر پہونچی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ یہ سب کچھ ایک گروہ کی خاص سازش کے ماتحت ہو رہا تھا۔ جو بات اس حقیقت سے اور بھی واضح ہوتی ہے کہ حالانکہ نیازی صاحب نے صاف صاف لفظوں میں ان کذب بیانیوں کی تردید کر دی تھی۔ اور اس وقت مجمع حقیقت حال سے واقف ہو کر منتشر ہو گیا تھا۔ رات کو دفتر "کوثر" کے سامنے گوالمنڈی چوک میں اس ضمن میں جو جلسہ کیا گیا۔ اس میں پھر اس غلط بیانی کو دہرایا گیا۔ اور دوہرانے والوں میں سے شورش صاحب مدیر "چٹان" بھی تھے۔ اور حیرت ہے کہ شورش صاحب نے کہا کہ مکان ایک مرزائی افسر اپنے سالے کو دینا چاہتا تھا۔

شورش صاحب نے کئی دفعہ موجودہ احراریوں سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کیا ہے اور خالص ادبی جدوجہد جاری رکھنے کا ادعا ہر وقت کرتے رہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ایک دو سے زیادہ دفعہ آپ ثابت کر چکے ہیں کہ آپ کے دل و دماغ سے ابھی احراریت نہیں نکلی۔ نیازی صاحب نے جو تردید کی تھی وہ متعلقہ افسروں کے ساتھ ملنے کے بعد کی تھی۔ آپ کوئی احمدیت کے دوست نہیں ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ آپ عمداً غلط بیانی کرنے والوں میں سے قطعاً نہیں ہیں۔ اتنا تو کم سے کم سب جانتے ہیں۔ پھر کیا یہ حیرت ناک نہیں ہے کہ باوجود آپ کی تحقیقات کے نتیجہ سے باخبر ہونے کے شورش صاحب نے رات کو چوک گوالمنڈی میں کھلم کھلا غلط بیانی کی۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ہر احراری کی طرح اب بھی خدا کے واسطے عوام کو احمدیت کے خلاف اشتعال دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور باوجود قید فرنگ سے رستگاری حاصل کرنے کے اپنی قدیم ذہنیت سے رستگاری حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

شورش صاحب نے اپنی سوانح حیات میں جو آپ چٹان میں قسط وار لکھ رہے ہیں۔ اس میں اعتراف کیا ہے کہ آپ کو اپنے دوران قید میں صرف ایک احمدی افسر سے پالا پڑا تھا جس نے آپ سے انتہائی شرافت کا سلوک کیا تھا۔ اگر شورش صاحب میں ذرا بھی شرم و لحاظ ہوتا۔ تو صرف اسی خیال سے وہ کم سے کم جو کرتے وہ یہ تھا کہ نہ صرف بغیر تحقیق کے ایک احمدی افسر کے خلاف غلط بیانی نہ کرتے بلکہ اتنا ہی خیال رکھتے کہ نیازی صاحب کی تردید کے بعد تو کسی طرح بھی کسی کو ایسا کرنا قابل فخر نہیں سمجھا جا سکتا۔

سوال یہ نہیں ہے کہ ایسی غلط بیانیوں سے احمدیت کو نقصان پہونچتا ہے۔ کیونکہ ہمارا تجربہ اس کے الٹ ہے سوال یہ بھی نہیں ہے کہ یہ لوگ اس طرح اسلام کو سخت بدنام کر رہے ہیں۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ ان لوگوں کو اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ سوال یہ بھی نہیں ہے کہ اس طرح وہ مہاجرین کے کاز کو کمزور بنا رہے ہیں۔ کیونکہ مہاجرین ایسے لوگوں کی ہمدردیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ سوال حکومت کو ڈرانے کا بھی نہیں کیونکہ حکومت اپنے فرض کو جانتی ہے۔ سوال یہ بھی نہیں کہ اس طرح وہ ملک میں انتشار اور فرقہ داری کا فتنہ بپا کرتے ہیں۔ کیونکہ اب عوام بھی ان کے دھوکہ میں نہیں آتے۔ بلکہ سیدھا سادھا ٹھوس سوال یہ ہے کہ ایسا کرنے سے شورش صاحب اور ان کے ساتھیوں نے خود اپنے اس دوست کو کیا فائدہ پہونچایا ہے۔ جس کی ہمدردی کے لئے بقول شورش صاحب وہ تین سال کے بعد پبلک سٹیج پر آکر اپنی طلاقت بیانی کا اظہار کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں۔ بے شک انہوں نے احمدیت کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کر لی ہیں بے شک انہوں نے حکومت کے برسر اقتدار لوگوں کو کوس کر اپنے دل کا بخار نکال لیا ہے بیشک انہوں نے کچھ دیر کے لئے ہنگامہ آرائی کر لی ہے لیکن اگر ان کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے انہوں نے اپنے دوست کو کوئی فائدہ پہونچایا ہے تو یہ قطعاً غلط ہے عوام اب اتنے بھولے بھالے نہیں ہیں کہ وہ ایسی فریب کاریوں کو بھانپ نہ سکیں۔ اور یقین جانیئے کہ جہاں تک سنجیدہ طبقہ کا تعلق ہے اس نے اس کو نہایت برا منایا ہے۔ ان کو ثابت ہو گیا ہے کہ ایسا بے جا ہنگامہ بپا کرنے کی وجہ محض اپنے موقف کی کمزوری کا احساس ہے اور کچھ بھی نہیں۔ "شیر آیا شیر آیا دوڑنا" کا فریب کب تک چل سکتا ہے۔

(نوٹ) معاصر "امروز" نے ۳۰ اس واقعہ کے متعلق جو خبر اپنی اشاعت ۳۰ ستمبر میں شائع کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس افسر کے لئے یہ مکان خالی کرایا جا رہا ہے ان کا نام نبی احمد ہے۔ آپ یقیناً احمدی نہیں ہیں۔ افسوس ہے بعض دوسرے اخبارات مثلاً "قاصد" نے بھی اس کو "مرزائیت" کا سوال بنانے کی کوشش کی ہے۔ جو مودودی صاحب کے صالحین کی دیانت کا عجیب مظاہرہ ہے۔

تعلیم الاسلام کالج کے قیام کی غرض

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"تعلیم الاسلام کالج کی غرض یہ ہے کہ لڑکوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ دینیات کی تعلیم بھی دی جائے۔ اور یہ تعلیم کسی اور جگہ نہیں دی جاتی پس باہر کی جماعتوں کو اس بارہ میں اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام کالج میں داخل کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ ستمبر ۱۹۴۹ء)

اساتذہ کی ضرورت

نظارت ہذا کو اپنے بعض سکولوں کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہے جو جے وی پاس ہوں خواہ ریٹائرڈ ہوں بشرطیکہ صحت اچھی ہو۔ خواہشمند احباب جلد درخواستیں بھجوا دیں۔ اور کم از کم معاوضہ جس پر وہ کام کر سکتے ہوں وہ بھی تحریر کریں:۔ نظارت تعلیم و تربیت ربوہ

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
الفضل خود خرید کر پڑھے۔

مسئلہ تقدیر کے متعلق ایک دوست کا سوال

کیا تقدیر مبرم بھی ٹل سکتی ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رتن باغ لاہور)

کچھ عرصہ ہؤا میرا ایک مضمون مسئلہ تقدیر کے متعلق شائع ہؤا تھا اور اس کے کچھ عرصہ بعد اس مضمون کا ایک تتمہ بھی شائع ہؤا جو ایک احمدی نوجوان کے سوال کے جواب میں تھا۔ اب اسی تعلق میں ماسٹر محمد عبداللہ صاحب مقرّب انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول سانگلاہل کی طرف سے ایک اور سوال موصول ہؤا ہے جس کا مختصر سا جواب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ماسٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے مضمون میں تقدیر کی ایک قسم تقدیر عام یعنی تقدیر معلّق بیان کی تھی اور دوسری قسم تقدیر مبرم بیان کی تھی۔ اور تقدیر مبرم کی تعریف میں نے یہ لکھی تھی کہ ایسی تقدیر جو نہ ٹلنے والی ہو۔ لیکن مقرّب صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کے تعلق میں ایک جگہ اس پیشگوئی کو تقدیر مبرم لکھا تھا۔ مگر پھر بھی وہ ٹل گئی۔ اب بے شک اس تقدیر کے ٹلنے کو سنت اللہ کے مطابق جائز قرار دیا جائے۔ لیکن بہر حال یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ کبھی کبھی تقدیر مبرم بھی ٹل جایا کرتی ہے۔

اس سوال کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے کہ گو مقرّب صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر کا حوالہ نہیں دیا جس میں حضور نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ حوالہ کی اصل عبارت اس قسم کی الجھن کے حل کرنے میں بڑی ممد ہو سکتی ہے۔ مگر تاہم میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کیونکہ مجھے بھی یہی یاد پڑتا ہے کہ حضور نے واقعی ایک جگہ محمدی بیگم والی پیشگوئی کو تقدیر مبرم کے طور پر پیش کیا ہے اور خواہ اصل عبارت کی تفصیل کچھ ہو۔ کیونکہ اس وقت وہ میرے سامنے نہیں ہے۔ بہر حال اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقدیر مبرم کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں طبعاً وہ سوال پیدا ہوتا ہے جو مقرّب صاحب کے دل میں کھٹکا ہے۔

اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیئے جس پر غالباً مقرّب صاحب نے غور نہیں کیا کہ محمدی بیگم والی پیشگوئی کا مرکزی نقطہ محمدی بیگم کا نکاح نہیں تھا بلکہ بے دین رشتہ داروں کو جو اسلامی تعلیم پر تمسخر اڑاتے اور آیات اللہ کے وجود سے منکر تھے ایک نشان دکھانا اصل مقصد تھا اور پھر یہ پیشگوئی بھی دو پہلو رکھتی تھی۔ ایک پہلو رحمت کے نشان کا حامل تھا اور دوسرا پہلو عذاب کے نشان کا علمبردار تھا۔ رحمت کا نشان اس صورت میں ظاہر ہونا مقدر تھا کہ محمدی بیگم کے رشتہ دار (یعنی والدین اور ماموں وغیرہ) اس کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کر دیں اور عذاب کا نشان اس شرط کے ساتھ مشروط تھا کہ وہ اس شادی سے منکر ہو کر محمدی بیگم کو کسی اور شخص کے نکاح میں دیدیں۔ آگے اس پہلو کی بھی ۲ دو شاخیں تھیں۔ ایک شاخ تو یہ تھی کہ اگر محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کو کسی دوسری جگہ بیاہ دے تو وہ (یعنی محمدی بیگم کا والد) تین سال کے اندر اندر ہلاک ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جائیگا۔ اور دوسری شاخ یہ تھی کہ جس دوسرے شخص کے ساتھ محمدی بیگم بیاہی جائے گی وہ اگر توبہ کے رنگ میں رجوع نہیں کرے گا تو اڑھائی سال کے اندر اندر فوت ہو جائے گا اور اس صورت میں (یعنی اس شخص کی ہلاکت کی صورت میں) محمدی بیگم بیوہ ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے نکاح میں آئے گی۔ یہ وہ صورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں اور تحریروں سے اس پیشگوئی کی ثابت ہوتی ہے اور یہ نتیجہ جس کا خلاصہ میں نے اوپر درج کیا ہے ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ جو شخص بھی انصاف کی نظر سے اس پیشگوئی کے متعلق غور کرے گا وہ اس نتیجہ کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا۔ مگر ظاہر ہے کہ اس جگہ میرے لئے اس ضمنی بحث میں جانے کا زیادہ موقعہ نہیں ہے۔

اس تمہیدی نوٹ کے سمجھ لینے کے بعد جاننا چاہیئے کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے وہاں اس سے ہرگز ہرگز مطلق نکاح مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اگر مرزا سلطان محمد بیگ (خاوند محمدی بیگم) نے توبہ اور رجوع کا رستہ اختیار نہ کیا اور شوخی اور گستاخی اور استہزا کے رستہ پر گامزن ہؤا تو اس صورت میں (نہ کہ کسی اور صورت میں) اوّلاً اس کی ہلاکت اور بعدہ محمدی بیگم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح میں آنا ایک تقدیر مبرم ہے جو کبھی نہیں ٹلے گی۔ گویا مطلق طور پر نکاح کو تقدیر مبرم قرار نہیں دیا گیا تھا۔ بلکہ صرف مرزا سلطان محمد بیگ کی شوخی اور ہلاکت کی صورت میں تقدیر مبرم قرار دیا گیا تھا۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے اور ہماری طرف سے بار بار ثابت کیا جا چکا ہے۔ جب محمدی بیگم کا والد مقررہ میعاد کے اندر اندر فوت ہو گیا اور محمدی بیگم کے خاوند مرزا سلطان محمد بیگ نے فروتنی اور ادب اور توبہ کا رستہ اختیار کیا تو اذا فات الشرط فات المشروط کے مسلمہ اصول کے ماتحت محمدی بیگم کا نکاح بھی تقدیر مبرم نہ رہا اور یہ وہ حقیقت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی حقیقۃ الوحی میں وضاحت کے ساتھ بیان فرما دی۔ یعنی یہ کہ اس پیشگوئی کا نکاح والا پہلو منسوخ ہو چکا ہے۔ دراصل غور کیا جائے تو محمدی بیگم کی پیشگوئی .... بالکل اسی قسم کی تقدیر مبرم تھی جس طرح کہ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پنڈت لیکھرام کے مرنے پر یہ اعلان کیا تھا کہ اگر آریہ صاحبان کو یہ شبہ ہے کہ ہم نے اسے خود سازش کر کے قتل کرا دیا ہے تو وہ مرد میدان بن کر قسم کھا جائیں کہ واقعی ہم نے ہی اسے قتل کرایا ہے اور اس صورت میں ایسی قسم کھانے والے (خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی ہوں) ایک سال کے اندر اندر ایسے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوں گے جس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل متصوّر نہ ہو سکے اور حضور نے چیلنج کے طور پر بار بار لکھا کہ اس صورت میں یہ ایک تقدیر مبرم ہو گی جو کبھی نہیں ٹلے گی۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تقدیر مبرم آریہ صاحبان کے قسم کھانے کے ساتھ مشروط تھی نہ کہ مطلق۔ اور چونکہ انہوں نے مطلوبہ قسم نہیں کھائی اس لئے یہ تقدیر بھی جاری نہیں ہوئی۔

اوپر کی بحث سے ظاہر ہے کہ دراصل تقدیر مبرم بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ حقیقی تقدیر مبرم ہوتی ہے جو بلا شرط بہر حال جاری ہوتی ہے۔ جیسے کہ مثلاً اس دنیا میں انسان کی موت ایک تقدیر مبرم ہے جو کبھی نہیں ٹلتی یا مثلاً انسان کا اس دنیا میں مر کر پھر واپس نہ آنا ایک تقدیر مبرم ہے جو بہر حال جاری ہوتی ہے۔ یا مثلاً خدا کے رسولوں کا بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہونا ایک تقدیر مبرم ہے جسے کوئی چیز بدل نہیں سکتی وغیرہ وغیرہ لیکن دوسری قسم تقدیر مبرم کی وہ ہے جو کسی ظاہر یا باطن شرط کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ مثلاً جب یہ کہا جائے کہ اگر فلاں بات اس اس رنگ میں ہوئی تو لازماً اس کا یہ یہ نتیجہ نکلے گا تو یہ بھی ایک پہلو کے لحاظ سے تقدیر مبرم ہی ہو گی۔ کیونکہ بیان کردہ شرط کے پورا ہونے کی صورت میں لازماً بیان کردہ نتیجہ پیدا ہو گا۔ گویا اس صورت میں ایسی تقدیر مجموعی لحاظ سے تو تقدیر معلّق ہوتی ہے لیکن اپنے متقابل پہلوؤں کے لحاظ سے یہی تقدیر جداگانہ پہلوؤں میں جا کر تقدیر مبرم بن جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں جو بعض قسم کی تقدیر مبرم کے ٹل جانے کا ذکر آتا ہے اس سے بھی اسی قسم کی تقدیر مبرم مراد ہے جو اپنے جداگانہ پہلوؤں کے لحاظ سے تقدیر مبرم ہوتی ہے مگر مجموعی لحاظ سے تقدیر معلّق قرار پاتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

اکثروا من الدعاء فانّ الدعا یردّ القضاء المبرم۔ (کنز العمال جلد ۱)

"یعنی اے مسلمانو! دعاؤں کی بہت عادت ڈالو۔ کیونکہ دعا وہ چیز ہے جو مبرم تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے"!

اب ظاہر ہے کہ اس جگہ وہ حقیقی تقدیر مبرم ہرگز مراد نہیں جو ہر حال میں ایک اٹل تقدیر کے طور پر جاری ہوتی ہے اور کسی صورت میں بھی اپنا رستہ نہیں بدلتی۔ جیسے کہ مثلاً موت یا عدم رجوع موتیٰ یا غلبۂ رسل وغیرہ کا قانون ہے۔ بلکہ اس جگہ وہ تقدیر مبرم مراد ہے جو مجموعی لحاظ سے تو تقدیر معلّق ہوتی ہے مگر اپنے جداگانہ پہلوؤں کے لحاظ سے اسے تقدیر مبرم کا نام دیدیا جاتا ہے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ ایسی تقدیر مبرم جو دراصل ایک مشروط قسم کی تقدیر ہوتی ہے دعا اور صدقہ اور خیرات سے ٹل جاتی ہے۔ اس کی ایک دلچسپ مثال حضرت نواب محمد علی خانصاحب مرحوم کے لڑکے میاں عبد الرحیم خان کی اس بیماری میں ملتی ہے جس میں وہ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں مبتلا ہوئے۔ اور جب حضرت نواب صاحب مرحوم کے اخلاص کو دیکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی صحت کیلئے دعا فرمائی تو الہام ہؤا کہ:-

تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر ہے

(تذکرہ صفحہ ۴۶۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب یہ وحی نازل ہوئی تو مجھ پر حد سے زیادہ حزن طاری ہؤا اور اس وقت بے اختیار میرے موتہہ سے نکل گیا کہ "یا الٰہی اگر یہ دعا کا موقعہ نہیں تو میں شفاعت کرتا ہوں" اسپر معاً وحی نازل ہوئی کہ:-

من ذالذی یشفع عندہ الّا باذنہ (تذکرہ صفحہ ۴۶۵)

"یعنی خدا کی اجازت کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے؟"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس جلالی وحی سے میرا بدن کانپ گیا۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیر محی الدین مرحوم

(از مکرم پیر معین الدین صاحب ایم۔ ایس۔ سی ابن حضرت پیر اکبر علی صاحب مرحومؓ مقیم لنڈن)

میرا پیارا بھائی پیر محی الدین یکم فروری ۱۹۳۴ء کو پیدا ہوا تھا۔ ۱۹ ستمبر ۵۵ء کو تار ملی کہ اسے ہوائی حادثہ پیش آگیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

عام طور پر لوگ اپنے عزیزوں کے متعلق مضمون لکھتے وقت کئی ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو ان میں پائی نہیں جاتیں۔ مگر میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی بات جذبات کی رو میں حقیقت کے خلاف لکھ دوں۔

محی الدین میرے ساتھ سب بھائیوں سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ مجھ سے عمر میں چھوٹا تھا مگر بڑوں سے زیادہ میرا خیال رکھتا تھا۔ میں بیمار ہو جاتا تو ہر طرح کی خدمت بجالاتا۔ سر میں درد ہوتا تو اپنے پیارے ہاتھوں سے میرا سر دبایا کرتا تھا۔ میں نے سرنیہ کا اپریشن کروایا تو ان دنوں میری اتنی خدمت کی کہ اس احسان کو یاد کر کے میرا دل ہمیشہ ہی جذباتِ محبت و تشکر سے بھر جاتا ہے۔ اپنی تھوڑی سی آمد سے بہت بڑی رقم مجھ پر خرچ کر دیا کرتا۔ جس کام میں ہاتھ ڈالتا خدا تعالیٰ برکت دے دیتا تھا۔ نہایت اعلیٰ گھوڑا سوار۔ بہترین شکاری۔ تیراکی میں ریکارڈ ہولڈر تھا۔ گھر میں ہوتا تو اتنی رونق ہوتی۔ خوب کھیلتا کودتا مگر عام کھلاڑیوں کی طرح لغو باتیں ہرگز نہیں کرتا تھا واٹر پولو میں بہت ہی اچھا تھا۔ اس عمر میں خدا تعالیٰ سے محبت رکھتا تھا اور اس کی راہ میں قربانی کی خواہش۔ احمدیت سے ہر درجہ اخلاص تھا۔ جس کسی سے بھی ملا وہ اس کی شرافت کا قائل ہوا۔ "ڈیٹرائٹ" میں سے ایک دوست نے لکھا ہے:۔

"مرحوم گو یہاں نہایت مختصر قیام کے بعد پاکستان روانہ ہو گئے لیکن مجھے چند گھنٹے ان کے ساتھ اچھی طرح بات چیت کا موقعہ میسر ہوا۔ اور میرے دل پر اس سعید الفطرت اور ایسے مخلص اور جوشیلے احمدی نوجوان کی ملاقات سے گہرا اثر ہوا۔ اور ایک تسلی اور روحانی بشاشت حاصل ہوئی۔ وہ بات میں نہایت حلیم اور طبیعت میں انکسارانہ رنگ رکھتے تھے۔ میرا دل اس بات کو تسلیم کر گیا کہ انشاء اللہ یہی لوگ اسلام کو پھر زندہ کریں گے ......
میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ہمارے اس نوجوان بھائی نے زندگی کے مقصد کو بہت جلد حاصل کر لیا اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ ان کی وفات شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔"

یہ چند گھنٹے وہ تھے جبکہ عزیز محی الدین امریکہ سے ہوابازی کی ٹریننگ لے کر پاکستان جاتے ہوئے لنڈن آیا تھا۔ اور بڑے کے ادھر ادھر چلے جانے تو وہ مسجد میں آجاتا۔

عزیز مرحوم کو دنیا سے ذرہ بھر محبت نہ تھی۔ طبیعت میں بناوٹ تھی نہ تکبر۔ اس قدر چال ڈھال اور لباس وغیرہ میں سادہ تھا کہ رشک آتا ہے۔ ہمارے گھر کے ساتھ بعض لوگوں کے گھر تھے۔ ایک گھر کے مرد منڈیر پر کھڑے ہو جاتے تو ہمارے صحن میں نظر پڑتی تھی۔ ایک روز میں نے کہا کہ اب اگر یہ یہاں آئیں تو ان کو مارنا چاہئیے۔ محی الدین نے فوراً کہا "کیا اس لئے کہ ہم ایک بڑے مکان میں رہتے ہیں" دیکھنے میں کتنا چھوٹا سا فقرہ ہے مگر حقیقت میں کتنا سبق آموز۔ تقسیم ملک کے بعد جب والد صاحب کا ہاتھ روپیہ پیسہ سے تنگ ہو گیا تو محی الدین کی غیرت نے تقاضا نہ کیا کہ بھائیوں پر بار بنے۔ اس لئے دعا اور کوشش کر کے بغیر کسی سفارش کے ہوائی جہازوں کے محکمہ میں پائیلاٹ ہو گیا۔ وہاں بھی بفضلہ بہترین ہوابازوں میں سے تھا۔ امریکہ گیا تو وہاں سے اس نے لکھا یہاں سب نے (یعنی جو دوسرے لڑکے ٹریننگ لینے گئے ہوئے تھے) ایک ایک نہیں بلکہ متعدد تعلقات رکھے ہوئے ہیں مگر سہ

سرما فرو نہ آید بکمانِ ابروئے کس
کہ درونِ گوشہ گیراں زجہاں فراغ دارد

ایسے ماحول میں رہ کر جو فاسقوں اور فاجروں کا ماحول تھا خدا تعالیٰ سے عشق رکھنا اور ممنوعات سے پرہیز کرنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔

نماز اور روزہ کا بہت شوق تھا۔ اور میں گھر میں ہوتا تو ہم دونوں اکثر اکٹھے ہی نمازیں پڑھتے۔ محی الدین کبھی کسی کی برائی بیان نہیں کرتا تھا۔ ایمان کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ تیز بخار تھا تو بجائے ہائے ہائے کرنے کے الحمد للہ الحمد للہ کا اونچی اونچی ورد کر رہا تھا۔ سبحان اللہ کتنا پاک تھا وہ دل۔ صرف سلیپر پاجامہ اور قمیص پہن کر بازار چلا جاتا۔ اور جس چیز کی ضرورت ہوتی خرید لاتا۔ کسی کام میں عار محسوس نہیں کرتا تھا۔ کبھی کسی سے لڑائی نہ کی نہ سکول میں نہ کالج میں نہ اس کے بعد۔ نماز کے بعد ذکر کی عادت تھی اور خطوط کے آخر میں عفی اللہ عنہ لکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ امریکہ سے خط آیا۔ بڑا اظہار افسوس کیا ہوا تھا کہ کام کی وجہ سے عصر کی نماز قضا ہو گئی ہے۔ کبھی خطوں میں لکھتا اب اتنے روزے رہ گئے ہیں کبھی لکھتا اب پورے ہوتے ہیں۔ بس انہی باتوں میں اس کی خوشی ہوتی تھی۔ ایک دفعہ مجھے کہا ایک کاپی بنا لینی چاہئیے کہ اس میں خواب لکھ لیا کروں جو بالکل پورے ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم بھائیوں کو ایک جان بنایا ہے اور ایک دوسرے کے لئے قربانی کا شوق عطا کیا ہے مگر محی الدین سے مجھے عشق تھا اور عشق ہی رہے گا۔ یہ خدا کا احسان ہے کہ اس عاجز کو نیکوں سے خواہ نخواہ محبت ہو جاتی ہے اور محی الدین بھی مجھے سب بھائیوں سے پیارا ہے تو اسی لئے کہ وہ سب سے زیادہ نیک اور احکام شریعت کا پابند تھا۔

والدہ صاحبہ مرحومہ کی بہت خدمت کرتا تھا۔ ان کو بھی محی الدین سے بہت محبت تھی۔ کبھی شکار کو جاتا اور واپس آنے میں دیر ہو جاتی تو اماجان کو اس وقت تک کہ وہ آ جاتا قرار نہ آتا تھا۔ اس کے باوجود ان کی وفات پر جو صبر کا نمونہ اس نے دکھایا وہ بس اسی کا حصہ تھا۔

امریکہ میں تھا تو اس کا جہاز زمین سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ ایئرپورٹ پر جو لوگ تھے وہ جہاز کو چھوڑ کر چل پڑے تھے کہ اب اس میں کوئی کیسے بچ سکتا ہے۔ مگر پھر دیکھا تو خدا کے فضل وکرم اور احسان سے زندہ تھا۔ اس حادثہ کے ۲۴ گھنٹے بعد اسے ہوش آئی۔ اور جو ایک سطر لکھی وہ یہ تھی۔ "میں اور کچھ نہیں لکھ سکتا خدا جو کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے۔" پھر ایک بار جہاز زمین پر اتارا تو بارش کی وجہ سے پھسل کر اس نے سمندر کا رخ کر لیا۔ محی الدین سے جو کچھ ہو سکتا تھا اس نے کیا۔ مگر جہاز سیدھا کھڈ میں جا رہا تھا۔ اس وقت تین بار اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے "خدا حافظ" تو خدا نے یہ معجزہ دکھایا کہ جہاز کھڈ کے منہ پر چھ انچ کے فاصلہ پر رک گیا۔ الحمد للہ! سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

میں سمجھتا تھا کہ ایسے حادثات سے جو خدا بچا رہا ہے تو کچھ دن جئے گا۔ آہ! کیا پتہ تھا کہ حادثات کس چیز کا پیش خیمہ ہیں سہ

ہم عشق میں سمجھا کئے بازی گئے دل پہ حجاب
جیتا رہیگا حشر تک جھکے گا تا یوم الحساب

میں اسے زندگی وقف کرنے کی تلقین کرتا تو کہتا میں اس قابل نہیں ہوں۔ پھر خود ہی زندگی وقف کر دی۔ خدا کی قسم اس عمر میں ویسا ہمہ تن خوبی میں نے کوئی نہیں دیکھا اور میں یہ جھوٹ نہیں کہتا بلکہ اس کے خلاف کہوں تو جھوٹ ہوگا۔

محی الدین نے فیروزپور میں بی۔ اے کیا تھا پھر لاہور لاء کالج میں داخل ہو گیا تھا۔ وہاں احمدیہ ہوسٹل میں رہتا تھا۔ تو ان دنوں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ بھی ترجمہ قرآن کے سلسلہ میں وہاں تشریف لے گئے تھے۔ اس کی شرافت طبع کے باعث حضرت مولوی صاحب کو اس سے اور اسے حضرت مولوی صاحب سے بہت ہی محبت تھی۔ مجھے مولوی صاحبؓ کی ایک نہایت اچھی تصویر کرنل ڈگلس صاحب کے ساتھ اتری ہوئی ملی۔ تو میں نے اس کی کچھ کاپیاں کرنے کو دیں کہ خود بھی رکھوں گا اور محی الدین کو بھی دوں گا۔ آج صبح وہ تصویریں اور تار پیارے محی الدین کے متعلق ایک ہی ڈاک میں ملے۔ ہائے میں اس قدر بھی خوشی کا سامان اس کے لئے بروقت نہ کر سکا۔ شامت اعمال سے والد صاحب تھے تو میں ان کی کچھ خدمت نہ کر سکا۔ اور پھر ایسا پیارا اور پیار کرنے والا بھائی تھا اس کی خدمت سے بھی محروم رہ گیا۔

مجھے رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ عمر میں بڑا گناہگار تو رہ گیا۔ اور ایک چھوٹا جوان خوبصورت وحسن سیرت ہمہ تن حسن واخلاق چل بسا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خدا تعالیٰ پر کچھ الزام نہیں وہ حکمتوں والا ہے۔ وہ اسی کا تھا۔ اے کاش میں بھی اسی کا ہو جاؤں وہ جہاں بھی کیا خوب جہاں ہوگا خدا ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوں گے۔ اور نئی پیاری پیاری صورتیں ہوں گی۔ جہاں بجز عشق کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ آف کس قدر بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کو اس دنیا سے محبت ہے۔

میں جب پاکستان سے آنے لگا تو محی الدین ہی مجھے بس تک چھوڑنے آیا تھا۔ میں کمرے میں پھر رہا تھا تو دونوں بازو میرے گرد ڈال کر مجھے بھینچا۔ مگر اب اس جیسی محبت کون دکھائیگا۔ وہ دل ہی اور تھا۔ وہ پلنگ پر لیٹا ہوتا تو میں اسے لپٹ جاتا اور ایسا کرنے میں ایک عجیب مسرت ہوتی۔ اس سے تو میں دل کی باتیں کرتا تھا اب وہ سب دل ہی میں رہیں گی۔ جس طرح لوگ بچوں سے پیار کرتے ہیں ہم ایک دوسرے سے کرتے تھے۔ میں اسے "[illegible]ں" کہا کرتا تھا۔ اور خطوط میں بھی پیارے جون Sonny سے H سے ہی خطاب کرتا تھا اور آخر میں "سلامت باشند" لکھا کرتا تھا۔ مگر آخری چند خطوط میں یہ لکھنا یاد نہ رہتا تھا۔ وہ خطوط میں "پیارے بھائی" لکھتا تھا۔ ویسے مجھے "سنی" کہہ کر پکارتا تھا سہ

تم ماہ شب چار دہم تھے مرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

میری امی کا خدا حافظ ہو۔ والد صاحب کی جدائی ہی بڑا صدمہ تھی۔ اب سب سے پیارے اور اچھے بیٹے کی جدائی دیکھنی پڑی ہے۔ اب تو اللہ ہی دل پر مرہم لگا ئے۔

میں پاکستان سے آنے والا تھا تو یہ شعر زبان سے کئی بار نکلے

میں سوچتا تھا کہ اک بار پھر ملیں گے ہم
میں سوچتا تھا کہ اک بار پھر چلیں گے ہم
میں سوچتا تھا کہ الفت کی مے پئیں گے ہم
وہ آرزوئیں سبھی خواب ہو گئیں بھائی

(باقی صفحہ ۶ پر)

اسلام اور اسلامی ممالک کا دشمن کون ہے؟

تیرہ سو (۱۳۰۰) سال جہاں اسلامی پرچم لہراتا تھا وہاں ہم نے صلیب کا جھنڈا نصب کیا (احراری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از مکرم عبد الحق صاحب امرتسری مغلپورہ گنج لاہور)

گذشتہ دنوں حضرت امام جماعت احمدیہ امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک پریس کانفرنس میں اسلامی ممالک کے اتحاد پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ جس میں اسلامی ممالک کو متحد اور منظم ہونے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ کے اس بیان کو ریڈیو پاکستان نے بھی نشر کیا تھا۔ احرار کو اس بیان سے بڑی تکلیف ہوئی اور بہت دکھ ہوا۔ کہ کیوں اسلامی ممالک کو متحد اور منظم ہونے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ جب کہ احراری اس کوشش میں ہیں کہ اسلامی ممالک میں یکجہتی نہ ہو۔ تاکہ احرار کو زیادہ سے زیادہ اسلامی ممالک کے مخالفین سے روپیہ مل سکے۔ جن سے ان کی شکم پروری ہو سکے۔ چنانچہ احرار کے ترجمان نے اپنی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"مرزا محمود نے اسلامی ممالک سے اتفاق اور اتحاد اور سب ملکوں کو ملا کر ایک ہی ملک بنا لینے کے بارے میں ایک بیان دیا ہے۔ ... کوئی اس بھلے آدمی سے پوچھے۔ بھئی تمہیں اسلامی ممالک سے کیا واسطہ؟ تم اسلام کے دشمن ہو" (آزاد ۲۲ ستمبر ۱۹۵۰ء)

احمدیت کی مخالفت میں احرار کی طرف سے جس قدر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ شاید ہی اس قدر کسی نے بولا ہوگا۔ ان کا ہر لفظ کذب بیانی سے لبریز ہوتا ہے اور ان کی ہر بات افترا پردازی سے بھرپور ہوتی ہے اور احرار اپنی حقیقت کو چھپانے کے لئے تہذیب اور شرافت کی جس قدر بھی مٹی پلید کریں کم ہے۔ اور جس قدر بھی دروغ گوئی اور کذب بیانی سے کام لیں تھوڑا ہے۔ کیونکہ انہیں باتوں پر ان کا دارومدار ہے۔ کیونکہ یہ سب باتیں احرار کے نزدیک جائز ہیں۔ چنانچہ لاہور کا مشہور اخبار احسان جو احرار ہی کا حامی تھا لکھتا ہے۔

(۱) "[illegible] (مدیر آزاد) اپنے عہدہ داروں اور اپنی پارٹی کو گمراہ جماعت کو انتہائی اہمیت دیتے رہے ہیں" (۲) "[illegible] دشمنان اسلام کا رعب جو سادہ لوح مسلمانوں کو گوناگوں فریب دے کر شکم پروری کر رہے ہیں" (احسان ۸ نومبر ۱۹۳۵ء)

ان سطور میں لیڈران احرار کو "گمراہ جماعت" "دشمنان اسلام" اور شکم پروری کے لئے مسلمانوں کو "گوناگوں فریب دینے والے" قرار دیا ہے۔ اور آگے چل کر احرار کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"حقیقت کو چھپا کر اور جھوٹ کو سہارا بنا کر کوئی جماعت اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا انہیں اس غلط اصول کو ترک کر دینا چاہیئے کہ جماعت کی خاطر ہر قسم کا گناہ کر لینا جائز ہے" (احسان ۷ نومبر ۱۹۳۵ء)

پس جب کہ مندرجہ بالا اقتباسات کے ذریعہ ثابت ہو چکا ہے کہ احرار ایک گمراہ اور دشمن اسلام جماعت ہے۔ اور اس کے نزدیک جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تو یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی دشمن اور اسلامی ممالک سے اس کا تعلق نہیں۔ اب ہم بتاتے ہیں۔ اسلامی ممالک کے ساتھ احرار کو کتنی محبت ہے۔ اور اس کے متعلق احرار نے کیا کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں لکھا ہے۔

(۱) "ہم ہی تھے جنہوں نے اس ملک میں فلسطین کی آزادی کو سلب کرنے میں پوری پوری امداد کی۔ اور تیرہ سو برس سے جہاں اسلامی پرچم لہراتا چلا جاتا تھا وہاں ہندوستانی مسلمانوں نے صلیب کا جھنڈا نصب کرنے میں پورا پورا حصہ لیا" (اخبار احسان ۱۷ رجب ۱۳۵۷ھ)

(۲) "مسلمانوں نے فوج میں بھرتی ہو کر اسلامی ممالک پر چڑھائی کی۔ ارض مقدس میں گولیاں چلائیں۔ ہم نے بدست خود اسلامی ممالک میں صلیب کا جھنڈا بلند کرنے کی کوشش کی" (ترجمان احرار مجاہد ۲۸ نومبر ۳۵ء)

(تقریر صدر احرار حبیب الرحمٰن لدھیانوی مقام سیالکوٹ)

حکومت حجاز اور لیڈران احرار

"گذشتہ ایام ہم نے سنا کہ حضرات احرار نے خفیہ طور پر جہاد شروع کر دیا ہے اور حکومت حجاز نے اینگلو امریکن کمپنی کے ساتھ جو معاہدہ تیل کیا ہے وہ اس جہاد کا محرک ہے۔ بزرگان احرار کا خیال یہ ہے کہ اس معاہدے سے مکہ معظمہ پر یورپین جنگ مسلط ہو گا۔ لہٰذا ابن سعود حرم فروش ہے اور اس کے خلاف بڑے زور کا مجاہدہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ایک یوم حجاز مقرر کر دیا گیا۔ اور پروپیگنڈا جادو کا ڈنڈا بن کر شہروں شہر پھرنے لگا۔ چونکہ بزرگان احرار کی اس قلابازی کے معنی مسلمانوں کی سمجھ میں نہ آ سکے۔ اس لئے یوم حجاز کی تحریک ٹائیں ٹائیں فش ہو کر رہ گئی" (مدینہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

سلطان ابن سعود کے لئے شہید گنج کی طرح شورش

"اپنی سرگذشتہ سعی میں ناکامیاب ہو کر اب احرار نے ایک اور تحریک شروع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ جو احرار کی گذشتہ تحریکات میں سے اسلامی مقاصد کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی ہے۔ زعمائے احرار اس بات پر حضور نظام سے اس لئے ناراض ہیں کہ انہوں نے ایک قادیانی (سر محمد ظفر اللہ خان) کو یونیورسٹی کورٹ کا ممبر نامزد فرمایا ہے۔ مدینہ کی اطلاع کے مطابق سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی تقریر میں فرمایا مسلمانو! تم کو کیا ہو گیا۔ نواب حیدرآباد نے ظفر اللہ کو علی گڑھ یونیورسٹی کا چانسلر بنا دیا۔ اب ہمیں حیدرآباد اور علی گڑھ یونیورسٹی کی اینٹ سے اینٹ بجانی ہے" (اخبار دور جدید ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

اسی طرح کی اور بیسیوں مثالیں ہیں جن سے احرار کی اسلام دشمنی اور ممالک اسلامیہ سے بغاوت کے ثبوت مل سکتے ہیں۔ مگر انہی پر اکتفا کرتے ہوئے ہم ان اصحاب سے جو امن پسند اور اسلامی ممالک سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اپیل کرتے ہیں کہ وہ احرار کے اس شرانگیز پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں۔ جو بقول اخبار احسان اپنی ذاتی اغراض کی خاطر جھوٹ بولنا جائز قرار دیتے ہوں۔

بقیہ صفحہ ۵

.... شاید ان اشعار کا بھی مطلب تھا جو آج دیکھنے میں آ گیا۔ زبان دانی میں خاص مہارت تھی اور اچھے اچھے شعر خوب یاد رکھتا تھا۔ نمازوں میں گریہ و زاری کی عادت تھی۔ خدایا اب ایک لمحہ بھی اس پر غم کا نہ لانا۔ ورنہ اپنے قرب میں ترقی پر ترقی دینا۔ اور مجھے بھی توفیق دے کہ میں جلدی جلدی سلسلہ کے لئے کوئی مفید کام کر سکوں۔ نبی پاک صلعم کے حکم سے زبان بند ہے ورنہ تو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے۔ کہ اب یہاں دل نہیں لگتا۔ اے اللہ جب تک ہم والدہ اور بھائیوں کی خدمت سے محروم نہ رہتے دیا۔ اے اللہ اب اور شامت اعمال مجھ پر نہ ڈال۔ کہ تو خود ہی فرماتا ہے کہ میں کسی کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ اس پر نہیں ڈالتا۔ الٰہی تو تو فرماتا ہے کہ میرے رحم نے ہر چیز پر احاطہ کیا ہوا ہے۔ اے اللہ ہر چیز میں تو میں بھی آ جاتا ہوں۔

مکرم ظہور احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن کا خط

مکرمی ومحترمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔

پرسوں صبح راولپنڈی سے یہ افسوسناک خبر بذریعہ تار ملی ہے۔ کہ پیر محی الدین صاحب پائلٹ آفیسر ابن پیر اکبر علی صاحب مرحوم ہوائی حادثہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص متقی شعار اور سعید فطرت نوجوان تھے ان کی والدہ محترمہ اور دیگر اعزہ و اقارب کے لئے صدمہ جانکاہ ہے۔ مگر یہ نقصان ایک قومی نقصان ہے۔ کہ ایک مخلص نوجوان عین عنفوان شباب میں ہم سے جدا ہو گیا۔ بے شک خالق حقیقی کو پیارا ہوا۔ اور احمدیت کی ایک اور کلی کھلنے سے پہلے ہی مرجھا گئی۔ میں اس خط کے ذریعہ بیگم پیر اکبر علی صاحب مرحوم اور ان کے دیگر لواحقین کے ساتھ ان کے غم میں اپنی طرف سے اور جماعت انگلستان کی طرف سے شریک ہوتا ہوں مرحوم کے بڑے بھائی برادرم پیر معین الدین صاحب واقف زندگی آج کل تعلیم کے سلسلے میں یہاں مقیم ہیں۔ اس غریب الوطنی کی حالت میں انہوں نے اس صدمہ پر بہترین صبر اور راضی بہ رضائے الٰہی کا نمونہ دکھایا ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ان کے زخمی دلوں کا مداوا ہو۔ آمین

اُذکروا موتاکم بالخیر کے مطابق میں ایک دوست کے جذبات درج ذیل کرتا ہوں۔ ہمارے ایک نہایت مخلص نوجوان (عبد العزیز صاحب) آج کل لنڈن سے باہر بسلسلہ تجارت مقیم ہیں۔ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

"آپ کے خط سے پیر صاحب (معین الدین صاحب) کے چھوٹے بھائی کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت ہی افسوس ہوا۔ امریکہ سے پاکستان جاتے ہوئے ان کا لنڈن مختصر قیام رہا۔ مجھے چند گھنٹے ان کے پاس بیٹھنے اور بات چیت کا موقعہ ملا۔ ان کے ہمراہ کچھ غیر احمدی Air men بھی مسجد آئے تھے۔ اور ایک کشمیری مسلمان ہوا باز کے خیالات سے جو امریکہ میں شاید ہندوؤں کی صحبت میں رہا ہوگا محفل میں کچھ بدمزگی پیدا ہو گئی لیکن جس طریقے سے ہمارے مرحوم بھائی نے اپنی اسلامی غیرت کا اظہار کیا۔ اور اس نوجوان کے مہمان ہونے کا بھی لحاظ رکھا وہ ان کے اخلاص اور اسلامی درد کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ ان کی گفتگو سے مجھ پر ان کی نیکی کا بہت اثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ پیر صاحب کو میں نے خط لکھا ہے۔ اُنکے یہاں (یعنی انگلستان میں)، اور اُن کی والدہ صاحبہ اور بھائیوں کیلئے یہ بہت ہی غیر معمولی صدمہ ہے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اس غم کے برداشت کرنے اور صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ عبد العزیز"

حب اٹھرا (رجسٹرڈ)۔ اسقاط حمل کا مجرب علاج۔ فی تولہ ڈیڑھ روپیہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ پونے چودہ روپے ۱۳-۱۲ :- حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم

چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم کو میں قریباً ان کے عرصہ ملازمت کے ابتداء سے جانتا ہوں مرحوم نہایت خلیق اور ملنسار تھے اور ہمیشہ اپنے بھائیوں کی ہر ایک خدمت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اپنا وقت ہرج کر کے بھی اپنے دوستوں کے لئے اپنے وقت اور مال کی قربانی کو اپنے لئے باعث سعادت و فخر سمجھتے تھے۔ سال ۱۹۴۷ء تک آپ کی رفیقہ حیات سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل نہ ہوئی تھی۔ اس لئے آپ نے نہایت صبر و سکون سے اس کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی اور ہمیشہ ہی دعا کے لئے تحریک کرتے رہتے تھے کہ دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اہلیہ صاحبہ کو بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

چنانچہ ان کی شب و روز کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ان کی اہلیہ صاحبہ کو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سال ۱۹۴۷ء میں جہلم میں تشریف لانے کے موقعہ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اسوجہ سے ان کی یہ آخری امید بھی پوری ہو گئی۔ مرحوم موصی تھے اور وفات سے چندماہ پیشتر سول ہسپتال جہلم میں بطور مریض داخل رہے۔ اور مجھے یہی ہمیشہ کہتے رہے کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی موت جہلم میں ہی کرے اور کہ خاکسار ہی ان کا جنازہ پڑھے۔ خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ جب ان کی مرض کی شدت بڑھ گئی۔ تو وہ اپنے آبائی گاؤں میں چلے گئے اور جاتے ہوئے مجھے وصیت کر گئے کہ ضرور ان کا جنازہ پڑھنے کے لئے حاضر ہوں۔ جسدن ان کی موت واقعہ ہوئی۔ خاکسار جہلم میں تھا اور صبح ۹/۱۰ بجے کے قریب باہر سفر پر جانے کے لئے گھر سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ان کی وفات کی خبر لانے والا ملا اور خاکسار پھر جہلم سے ۱۲ دوستوں کو ساتھ لے کر بذریعہ خاص کار مرحوم کے گاؤں میں پہنچا۔ دیا وجود اسکے کہ میرے ساتھ سلسلہ کے دو مولوی صاحبان بھی تھے اور میں نے مناسب سمجھا کہ ان میں سے کوئی بزرگ جنازہ پڑھا دیویں لیکن عین وقت پر کسی دوست نے خاکسار کو ہی کہا کہ میں جنازہ پڑھاؤں۔ اور ہر طرح سے ان کی یہ سب سے آخری خواہش بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔ غیر احمدی دوستوں نے بھی علیحدہ نماز جنازہ مرحوم ادا کی۔

جماعت ہائے احمدیہ کیلئے ایک ضروری اعلان

تمام عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی خدمت میں التماس ہے کہ قاعدہ ۳۰۸ (قواعد صدر انجمن احمدیہ) کی رو سے ہر وہ جماعت جس کے افراد پچاس سے زائد ہوں۔ وہاں پر مقامی افراد کے تنازعات کے فیصلہ کے لئے ایک قاضی مقرر کیا جانا ضروری ہے۔ امیر یا پریذیڈنٹ کو قاضی کے فرائض سرانجام دینے نہیں چاہئیں۔

مرکز سے باہر اگر ہر جگہ قاضی صاحبان کا تقرر ہو جائے تو اس میں فریقین کو مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہونگے

(۱) تنازعات جلد فیصلہ پذیر ہوں گے۔

(۲) فریقین کو آمد و رفت کے اخراجات ادا نہیں کرنے پڑیں گے۔

(۳) فریقین آمد و رفت کی تکلیف سے محفوظ رہیں گے۔

پس جہاں جہاں جماعت کے افراد پچاس یا اس سے زائد ہوں۔ وہ اپنے اپنے ہاں قاضی مقرر کر کے دار القضاء ربوہ کو اس سے مطلع فرمائیں۔ تا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظوری حاصل کر لی جائے۔ امید ہے کہ احباب اس ضروری قاعدے پر ضرور عمل پیرا ہوں گے اور جہاں پہلے سے قاضی مقرر ہیں۔ ان کی اطلاع دفتر ہذا کو دے کر ممنون فرمائیں۔

(ناظم قضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ)

مرحوم ایک عرصہ تک سلسلہ کے سیکرٹری امور عامہ کے عہدہ پر مامور رہے اور باوجود نقاہت و بیماری کے اپنے فرائض کو اچھی طرح سے ادا کرتے رہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے مرحوم کو از حد محبت تھی۔ جو حکم بھی حضور کی جانب سے موصول ہوتا فوراً اس کی تعمیل کیلئے تیار رہتے اور زندگی کے آخری لمحوں میں مجھے بار بار یہی کہتے رہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو احمدیت کا خادم بنا دے اور ان کی وفات کے بعد احمدیت ان کے گھر سے نکل جائے۔ مرحوم کے تین لڑکے ہیں۔ جن میں سے ایک محمود ظفر ڈسچارج شدہ فوجی حوالدار توپ خانہ ہے۔ دوسرا محمد اشرف واقف زندگی ہے اور لائل پور زراعتی کالج میں فورتھ ایئر کا سٹوڈنٹ ہے۔ اور تیسرا ابھی سکول میں پڑھتا ہے۔ دوستوں سے التجا ہے کہ وہ مرحوم کے لئے بلندی مغفرت فرماویں اور نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ فرمائے۔ اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار سید زمان شاہ ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ امیر جماعت احمدیہ جہلم)

کیا آپ نے قیمت اخبار

بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی ہے اگر نہیں بھجوائی تو مہربانی فرماکر ستمبر ۱۹۵۰ء میں ختم ہونے والی قیمت اخبار بھجوا دیں اور وی۔پی کا انتظار نہ کریں۔ منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھجوانے میں آپ کو فائدہ ہے

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان
کارڈ آنے پر مفت
عبد اللہ الہ دین سکندرآباد دکن

وفات

میری بچی محمودہ انعام چار کی عمر کا ہو کر اپنے حقیقی مولا سے جا ملا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ مجھے اور اس کی والدہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین

(حکیم محمد افضل احمدی اوچ شریف)

دواخانہ خدمت خلق

سفوف ذیابیطس: ذیابیطس نہایت ہی موذی مرض ہے۔ بڑے بڑے تک کو کھوکھلا کر دیتی ہے اور آدمی زندہ درگور ہو جاتا ہے۔ یہ سفوف اس مرض کو شفا بخشنے یا اسے حد کے اندر رکھنے میں نہایت ہی مفید ہے۔
قیمت پندرہ خوراک -/۱۲/۲

نباکین: بخار کو کونین کے بغیر توڑنے والی دوا۔ کونین کے نقصانات سے بالکل پاک قیمت فی صد گولی ۸/۱

شفائی: پرانے بخار جو ہڈیوں میں داخل ہو گئے ہوں اور جگر اور تلی پر اثر ہو گیا ہو۔ نباکین کے ساتھ اس دوائی کا استعمال ہو۔ تو خدا کے فضل سے بخار دور ہو جاتا ہے
قیمت پچاس گولیاں -/-/۲ روپیہ

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ (مغربی پاکستان)

یاد رکھیے

اتوار یکم اکتوبر اور پیر ۲ اکتوبر ضلع لاہور میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے کپڑے اور کمبل جمع کرنے کے دن ہیں تفصیلات علاقہ مجسٹریٹوں، کوآپریٹو کنٹرول سنٹر یا ڈسٹرکٹ ریلیف کمیٹی کے ممبروں سے مل سکتی ہیں۔

ایس۔ ایس جعفری
ڈپٹی کمشنر لاہور

قاعدہ یسرنا القرآن
(مصنفہ حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
اور قرآن مجید بطرز یسرنا القرآن
ملنے کا پتہ:- دفتر یسرنا القرآن ربوہ۔ ضلع جھنگ
ھدیہ:- قاعدہ مکمل دس آنے۔ پچاس یا زائد آٹھ آنے۔ حصہ اول چار آنے
قرآن مجید:- بے جلد ساڑھے پانچ روپے یا زائد پانچ روپے فی کاپی
مجلد:- ساڑھے پانچ یا زائد ساڑھے چھ روپے فی کاپی۔ پارہ جات اول تا دہم چار آنے فی پارہ۔ پارہ عم چار آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد نرینہ۔ اس کے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت بیس روپے۔ دواخانہ نورالدین جودھامل بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھریلو محاذ مضبوط بنائیے

معزز معاصر روزنامہ احسان ۲۷ ستمبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

اب جبکہ سرادون ڈکسن کی بیہودہ سفارش نے قضیہ کشمیر کے منصفانہ حل کے امکانات کو قدرے تاریک بنادیا ہے۔ تو عقلمندی اور مصلحت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ہم اپنی طاقت اور حریف کی قوت کا صحیح صحیح جائزہ لیں۔ ابھی وثوق سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مستقبل قریب میں آزادی و استخلاص کشمیر کی تحریک کونسا رخ اختیار کرتی ہے اور ہمارے رہنما ہم سے کس قسم کی امداد اور قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ یہ تحریک کوئی سا رخ یا صورت اختیار کرے۔ لیکن کامیابی کے لئے لازمی شرط یہ ہے۔ کہ ہماری اندرونی صفوں میں انتشار ہرگز نہ ہو۔ ہمارا گھریلو محاذ بالکل مضبوط ہو۔ پوری پوری قوم اپنے لیڈروں کے پیچھے صف بند ہو اور دشمن اپنے تمام وسائل خرچ کردے۔ تو بھی ملک کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسے ایک آدمی ایسا دستیاب نہ ہو جو دانستہ یا نادانستہ طور سے گھریلو محاذ کمزور کردینے یا بالفاظ دیگر دشمن کے ہاتھ مضبوط بنا دینے کا باعث بنے۔

انتہائی قلق اور دلی افسوس کے ساتھ ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہمارا گھریلو محاذ اتنا مضبوط نہیں۔ جتنا اسے ہونا چاہیئے۔ ابھی کچھ رخنے باقی ہیں۔ جنہیں فی الفور بند کر دینا چاہیئے اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ فرض عوام خود سرانجام دیں اس سلسلے میں سب سے پہلے ان جماعتوں اور افراد کا معاملہ لیجئے۔ جو موجودہ ارباب اقتدار یا مسلم لیگ کے مخالف ہیں۔ ان میں سے اکثر حضرات نے یہ مسلسل پراپگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ کشمیر اگر اب تک ہمارے ہاتھوں میں نہیں آیا۔ تو اس کی وجہ موجودہ ارباب اقتدار ہیں اور چونکہ انہیں اسبات کا علم ہے کہ پاکستان کے عوام کشمیر کو کسی صورت میں ہندوستان کے قبضہ میں رہنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اس لئے یہ لوگ نہایت عیاری سے کام لیتے ہوئے کشمیر کے متعلق عوام میں مختلف قسم کی افواہیں پھیلاتے ہیں اور پھر کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس تمام خرابی کا باعث موجودہ ارباب اقتدار ہیں۔ اس سے مقصد تو ان کا ممکن ہے یہی ہو۔ کہ عوام مسلم لیگ اور اس کی حکومت سے منہ توڑ کر ان کے ساتھ رشتہ جوڑیں اور آئندہ انتخابات میں اقتدار کی گدی ان کے حوالے کریں لیکن ان سے مشکوک عزائم اور افسوسناک ماضی کی وجہ سے لوگ ان کے گرد تو اکٹھے نہیں ہوتے۔ البتہ بعض سادہ لوح لوگ ان کے بھرے میں آکر ان کی پھیلائی ہوئی افواہوں پر یقین لے آتے ہیں اور اس سے ان میں بد دلی اور حوصلہ شکنی پیدا ہو جاتی ہے اس ضمن میں جماعت اسلامی کے ارکان کی سرگرمیاں خاص طور سے تشویشناک صورت اختیار کر چکی ہیں یہ حقیقت محتاج بیان نہیں۔ کہ تقسیم ملک سے پہلے اگرچہ یہ جماعت دو قوموں کی قائل تھی۔ تاہم نظریۂ پاکستان کو غیر اسلامی قرار دیتی تھی۔ چنانچہ جب متحدہ ہندوستان کے مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دے رہے تھے۔ اسوقت جماعت اسلامی کے مقدسین وصالحین اس نظریہ کو غیر اسلامی اور غیر شرعی ثابت کرنے کے لئے اپنا تمام منطق و فلسفہ چھانٹ رہے تھے۔ جب ملک تقسیم ہوگیا۔ اور جماعت اسلامی کے ان مقدسین وصالحین پر بھی ان کی پاکستان دشمنی کے باوجود مشرقی پنجاب کی سرزمین تنگ ہوگئی تو یہ پاکستان میں تشریف لے تو آئے۔ لیکن یہاں آکر انہوں نے عوام کو پاکستان اور اس کے لیڈروں سے برگشتہ خاطر کرنے کی کوششیں جاری رکھیں اسوقت چونکہ حالات بہت ناساعد تھے۔ اور پاکستان ہرطرف سے مصیبتوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس لئے جب بھی کوئی تکلیف عوام کو پیش آتی یا کچھ لوگ کمزوری یا پست ہمتی کی وجہ سے حرف شکایات زبان پر لاتے۔ تو یہ حضرات انتہائی کبر و غرور سے زمانے "یہ دیکھا ہم نہیں کہتے تھے کہ یہ راستہ ٹھیک نہیں ہے۔ اسوقت تم نے ہماری بات نہ مانی۔ اور مسلم لیگ کے بھروں میں آگئے۔ اب اپنے کئے کی سزا بھگتو"

اور تو اور جب کشمیر کے مجبور و مقہور عوام نے ظالم ڈوگرہ راج اور سیوا سنگھی حکومت کے خلاف جہاد شروع کیا۔ اور پنجاب کے عوام نے اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کی امداد و استعانت کی خاطر اس جہاد میں شرکت کی۔ تو جماعت صالحین کے امیر کبیر نے یہ فتوےٰ دیا۔ کہ "یہ جہاد نہیں ہے" (بعد میں انہیں یہ فتوےٰ واپس بھی لینا پڑا تھا۔ لیکن بعد از ہزار رسوائی) اور افسوس ہے کہ آج اگرچہ ان حضرات نے اپنے پراپیگنڈہ کی لائن بدل لی ہے۔ چنانچہ پہلے جہاں ان حضرات کا حملہ قائداعظم رح کی ذات پر ہوتا تھا۔ اب یہ رائے عامہ سے دب کر قائداعظم رح کی کبھی کبھار تعریف کردیتے ہیں اور پاکستان کی بھی اب کھلم کھلا مخالفت نہیں کرتے۔ بلکہ زبان سے استحکام و استقلال پاکستان کا دعوےٰ کرتے ہیں —— کشمیر حاصل کرنے کا بھی دم بھرتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ جتنی باتیں کرتے ہیں۔ مثلاً ریڈ کلف ایوارڈ کا تذکرہ۔ جہاد کشمیر میں عوام کی ابتدائی کوششیں وغیرہ۔ وہ اس انداز میں ہوتی ہیں کہ ان سے پاکستان کی جڑیں کھوکھلی ہوں۔ اس لئے یہ حضرات بظاہر حملہ مسلم لیگ اور موجودہ ارباب اقتدار پر ہی کرتے ہیں۔ لیکن وہ حملہ اتنا ہمہ گیر ہوتا ہے کہ سادہ لوح ان کے بھروں میں آجاتے ہیں۔ وہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ موجودہ ارباب اقتدار کو ہٹانے اور مسلم لیگ کو ختم کرنے میں ان کی معاونت پر آمادہ ہوں۔ بلکہ وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان صالحین نے روز اول ان سے جو کچھ کہا تھا اسے اب یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ پاکستان بنے ہوئے ابھی زیادہ مدت نہیں گزری۔ اور سادہ لوح آدمیوں کے ذہن میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی کہ لیاقت علی خان جب قیام پاکستان کے جدوجہد میں قائداعظم کی زیر نگرانی قوم کی راہ نمائی کررہا تھا۔ وہ کوئی اور لیاقت علی خان تھا۔ اور موجودہ لیاقت علی خان جس میں بقول "صالحین" دنیا جہان کی برائیاں کوتاہیاں اور عیوب جمع ہوگئے ہیں کوئی اور ہے۔ چنانچہ یہ حضرات استحکام پاکستان کے نام پر یا کشمیر کے لیبل کے تحت جو کام بھی کرتے ہیں۔ اس میں اس بات کا خاص اہتمام کرلیتے ہیں کہ تخریب کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور نکلتا ہو۔

ہم جماعت اسلامی کے ارکان سے التماس کرتے ہیں کہ وقت کی نزاکت کا احساس کریں۔ اور خدا کے لئے تخریبی نکتہ چینی سے باز آئیں۔ یہ مانا کہ وہ پاکستان کے نظریہ کے حامی نہیں تھے۔ اور قوم نے ان کی مخالفت کے باوجود پاکستان حاصل کرلیا۔ لیکن اب اس کی تعمیر و استحکام میں ہی قوم کا ساتھ دے کر اپنی سابقہ غلطی کی تلافی کرلیجئے۔ اور اس کی بہترین صورت یہی ہے کہ پاکستان کا گھریلو محاذ مضبوط بنانے میں امداد دیجئے نکتہ چینی ضرور کیجئے لیکن تعمیری۔

(روزنامہ احسان ۲۷ ستمبر ۱۹۵۰ء)

---

(۲) مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں میں خداتعالےٰ نے تقدیر مبرم کا نام دینے کے باوجود ٹل سکنے والی تقدیر قرار دیا ہے۔ اور دراصل یہی وہ استثنائی قانون ہے جس کے ذریعہ خدا نے مومنوں کے عرفان اور ایمان کی ترقی کا رستہ کھول رکھا ہے۔ ورنہ اگر یہ نہ ہو تو خدا کے متلاشی دنیا کے لق و دق صحرا میں تڑپتے ہوئے رہ جائیں۔ اور انہیں اس مادی عالم کے دُود آمیز دھندلکے میں ہدایت کی کوئی روشن کرن نصیب نہ ہو۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور

(مسئلہ تقدیر بقیہ صفحہ ۴)

اور مجھ پر سخت خوف اور ہیبت وارد ہوئی کہ میں نے بلا اذن شفاعت کی ہے۔ ایک دو منٹ کے بعد پھر وحی ہوئی کہ:-

اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَاز (تذکرہ ص۶۵۱)

"یعنی ہم تجھے شفاعت کی اجازت دیتے ہیں"۔

چنانچہ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شفاعت کے رنگ میں دعا کی۔ اور یہ نیم مردہ بچہ جس کی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی۔ لحظہ بلحظہ پھر زندگی کی طرف لوٹ کر آگیا۔ یہ نہایت درجہ دلچسپ واقعہ جہاں ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارفع مقام پر دلالت کرتا ہے۔ جو حضور کو خداتعالےٰ کے دربار میں حاصل تھا۔ وہاں دوسری طرف اس سے تقدیر کے مسئلہ پر بھی بھاری روشنی پڑتی ہے کہ کس طرح بعض تقدیریں اپنے وقتی اور موجودہ حالات کے لحاظ سے مبرم ہوتی ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا رستہ نہیں بدلینگی۔ لیکن خدا کے علم میں ان کے ساتھ بعض ایسی مخفی شرطیں وابستہ ہوتی ہیں کہ ان شرطوں کے پورا ہوتے ہی وہ اس ریلوے ٹرین کی طرح جو سٹیشن کے قریب آکر کانٹا بدلتی ہے دیکھتے دیکھتے دوسرا راستہ اختیار کرلیتی ہیں۔ اور بظاہر نظر آنے والی تقدیر مبرم اچانک تقدیر معلّق کی صورت اختیار کرکے ہمارے سامنے آکھڑی ہوتی ہے کہ لو تم ابھی اطمینان کی زندگی بسر کرو اور میں جاتی ہوں۔

خلاصہ کلام یہ کہ میں نے اپنے سابقہ مضمون میں جس تقدیر مبرم کو اٹل قرار دیا تھا وہ ایسی تقدیر مبرم ہے جو ہر جہت سے مبرم اور اٹل ہوتی ہے اور اس میں کوئی ظاہر یا مخفی شرط یا معلّق ہونے کا کوئی پہلو موجود نہیں ہوتا۔ جیسے کہ مثلاً موت یا عدم رجوع موتےٰ یا غلبہ رسل وغیرہ کی تقدیریں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی تقدیریں خدا کی سنت یا وعدہ یا صفات سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن میں مذہباً اور عقلاً کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ اس کے سوا باقی تقدیریں حقیقۃً معلّق ہوتی ہیں۔ اور پھر یہی معلّق تقدیریں اپنے بعض پہلوؤں کے لحاظ سے تقدیر مبرم کا رنگ اختیار کرلیتی ہیں اسی لئے میں نے اپنے سابقہ مضمون (نمبر۲) میں لکھا تھا کہ مطلقاً موت ایک تقدیر مبرم ہے جو کبھی نہیں ٹلتی۔ کیونکہ اس کا ٹلنا خدا کی سنت کے خلاف ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر موت کا وقت ایک تقدیر معلّق ہے جو اپنے جداگانہ پہلوؤں کے لحاظ سے تقدیر مبرم کا لباس پہن لیتی ہے۔ اور یقیناً یہی وہ تقدیر مبرم ہے جسے حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اور حضرت (۲)